© rasailojaraid.com

حرمین شریفین کے اردو سفر ناموں کے علمی و ادبی اسالیب

ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی

(پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھارت)

اسلوب کی تعریف میں بھلے ہی تعبیر کا اختلاف ہو' اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ہر مضمون کا اپنا خاص اسلوب ہوتا ہے۔ اسکی تعیین' تشکیل اور تعمیر میں کئی عناصر کار فرما ہوتے ہیں۔ مضمون و موضوع کی اپنی فطرت و نوعیت بنیادی عنصر ہے' جیسا مضمون ویسا اسلوب۔ مضمون نگار کا علم و فضل دوسرا عنصر بن جاتا ہے۔ پھر اس کی ذہنی ساخت' تعلیمی پس منظر' تربیتی ماحول' فکری زاویۂ نگاہ' تہذیبی اٹھان' سماجی اور معاشرتی پرورش' مذہبی نقطہ نظر اور ان جیسی کئی دوسری قدرتی اور اکتسابی چیزیں ذیلی عناصر کا کام کرتی ہیں۔

ذات مضمون اور صفات مضمون نگار کے علاوہ کئی اور خارجی عناصر اور بیرونی عوامل بھی تشکیل اسلوب میں اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ مضمون کی تاریخ اور تہذیبی ترقی' چاہے وہ معکوس ہی کیوں نہ ہو' اس پر اثر انداز ہوتی ہو۔ قدیم نمونے اور پیشرو مثالیں متاخر اہلِ قلم کی کافی رہنمائی کرتی ہیں۔ ان کا فقدان اہل نگارش کو اپنی بینش کام میں لانے اور اپنی راہ خود متعین کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ دوسری زبانوں کے نمونے بھی ہدایت نامے بن جاتے ہیں۔ علاقائی اثرات بھی کبھی اپنا رنگ جماتے ہیں۔ ناقدین کی تنقیدات' مبصرین کے تبصرے حتّٰی کہ معترفین کی تحسینات اور مستہزئین کی گل افشانیاں بھی کام کر جاتی ہیں۔

سفر نامۂ کا فن اب ادب کا ایک لطیف حصہ اور اسکی ایک حسین صنف ہے۔ اصلاً وہ جغرافیہ کی ایک شاخ تھا' فنی ترقی کے بعد اسے تاریخی جغرافیہ کا حصہ قرار دیا گیا۔ مشرقی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مغربی ادب میں اس کے نمونے قدیم سے ملے ہیں اگرچہ خال خال ہیں، پہلے ان کی نگارش خاص جغرافیہ داں عالموں کی جاگیر تھی، پھر اس پر سیاحوں کا قبضہ ہوا، عہد جدید میں اہل ادب نے اس پر تصرف کیا، اب ہر ایرے غیرے کا مال بن گیا ہے، آبروئے شیوہ اہل فن جاتی ہے تو بوالہوس اسی طرح حسن پرستی اختیار کر لیتے ہیں۔

سفر نامۂ کے فن کی ایک خاص صنف حج نامے ہیں۔ تمام حج نامے اصولی طور سے حرمین شریفین کے سفر نامے ہیں۔ مکہ مکرمہ اور اس کے اطراف مبارکہ کا سفر نامۂ ہی حج نامۂ ہے، مگر اسلامی روایت نے مدینہ منورہ کے سفر نامے کو بھی اس کا لازمی ضمیمہ بنادیا ہے۔ اب کتاب فن بلا ضمیمہ مبارکہ ناقص سمجھی جاتی ہے۔ اسلامی روایت کی توسیع نے ایک نئی طرح ڈالی ہے۔ اکثر ضمیمہ یعنی سفر نامۂ مدینہ منورہ اصل کتاب کے بعد یعنی سفر نامۂ مکہ مکرمہ کے بعد آتا ہے، لیکن کبھی کبھی تذکرہ حرم مدینہ تذکار حرم مکہ سے پہلے آجاتا ہے۔ حرمین شریفین کے سفر ناموں کی تقدیم و تاخیر میں اصل عنصر وقت کا جبر ہوتا ہے۔ وہ کبھی زائر و سفر نامۂ نگار کی خواہش سے ابھرتا ہے اور کبھی حکومت و انتظامیہ کے حکم و فیصلہ کی میزان سے صادر ہوتا ہے۔

شاید ہی ایسا کوئی بد نصیب حاجی سفر نامۂ نگار ہوگا جس نے اپنی نگارش کو دیار حبیب کی جنت نگاہ تحریر سے محروم رکھا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ "ہر حج نامۂ سفر نامۂ حرمین شریفین" ہے، لیکن ایسے کئی بے بخت و غیر سعید سفر نامے ہیں جو تذکار حرم مدینہ سے مالامال ہونے کا باوجود تذکرہ حرم الٰہی کی دولت سے محروم و تہی دست ہیں۔ خواجہ نظامی در در کی خاک چھانتے پھرے، قسمت ان کو حرم مدینہ تک لے گئی، لیکن توفیق الٰہی اور خوش بختی کے دروازے ان پر نہیں کھل سکے۔ فکر و عقیدہ اور عمل کی کج کلاہی اور کجروی ان کو دہلیز حرم اوّل سے پہلے ہی واپس لوٹا لے گئی۔ ان کا سفر نامۂ مدینہ منورہ کا سفر نامۂ تو ہے مگر سفر نامۂ حرمین شریفین نہیں۔ پھر ایسا سفر نامۂ حرم ثانی کیا جو سفر نامۂ حرم اصلی سے خالی ہو۔ اس نے تو بنیاد ہی پر تیشہ چلادیا۔ بے بنیاد عمارت کی تعمیر کا عمل و انجام معلوم۔ طرفہ ستم یہ کہ بعض تجزیہ نگاروں نے اسے حج نامۂ بنا دیا (انور سدید، ص ۴۸۱-۴۸۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخلاص نیت اور خلوص فکر ہر سیاح و زائر کا دائرہ عمل و سفر متعین کرتے ہیں۔ عازم حج اول و آخر حرمین شریفین کا قصد و ارادہ کرتا ہے' اس کا سفر حرمین شریفین کو محیط ہوتا ہے۔ حج و زیارات کا شائق دوسرے مقامات مقدسہ یا غیر مقدسہ کی نیت باندھ کر چلتا اور حرمین کے علاوہ دوسرے مقامات کا بھی احاطہ کرتا ہے۔ بلاد اسلامیہ اور ممالک مسلمہ یا بلاد عربیہ کے سیاحت کرنے والے اصلاً تو دوسرے مقاصد سے نکلتے ہیں' مگر ان میں' ایک ضمنی مقصد سفر حرمین بھی بن جاتا ہے۔ بعض کے ہاں یہ ضمن اصل کا ایک جزو لاینفک اور لازمی ہوتا ہے' مگر اکثر کے نزدیک سر راہے۔ ایک منزل یا فقط نشان منزل۔ بلاد اسلامیہ یا ممالک عربیہ کے سفر نامے حرمین شریفین کے تذکرہ کو ایک ضمنی باب یا حسن خاتمہ ہی سمجھتے اور سمجھاتے ہیں۔ ایک لحاظ سے وہ بھی حرمین شریفین کے سفر نامے ہیں۔ مرزا قاسم بیگ کا زاد الزائرین' احمد حسین خاں کا سفر نامۂ حجاز و مصر' شبیر الحسن کربلائی کا سفر نامۂ عراق و عرب و عجم' الیاس برنی کا صراط الحمید (اول)' محمد حفظ الرحمٰن وفا ڈبائیوی کی راہ وفا' سید محمد جواد کا سفر نامۂ مقامات مقدسہ' مسعود عالم ندوی کا دیار عرب میں چند ماہ' ابوالحسن علی ندوی کا شرق اوسط میں کیا دیکھا؟' ابوالاعلیٰ مودودی / محمد عاصم کا سفر نامۂ ارض القرآن' عبدالصمد صارم کا سفر نامۂ حج و زیارت' نسیم حجازی کا پاکستان سے دیار حرم تک' محمود عثمان حیدر کا مشاہدات بلاد اسلامیہ' محمد شفیع صابر کا سفر نامۂ حج و زیارت' محمد عارف کا حریم دیدہ و دل اور متعدد دوسرے سفر نامے بلاد اسلامیہ وغیرہ کے اصلاً اور حرمین کا ضمناً سفر نامے ہیں۔

عالمی سیاحت پر مبنی سفر ناموں میں بعض حرمین یا حج کے سفر نامۂ بھی بطور ایک باب شامل رکھتے ہیں۔ قدیم جغرافیہ دانوں اور سیاحوں کے سفر نامے اسی نوعیت کے ہیں مقدسی کی کتاب جغرافیہ ہے جو سفر نامۂ بھی بن گئی ہے۔ یہی حال ابن حوقل اصطخری' یعقوبی اور بعض دوسرے قدیم سیاحوں کے سیاحت نامۂ کا ہے۔ ابن جبیر اور ابن بطوطہ کے رحلات' ان کے عالمی سیاحت نامے ہیں جو حرمین شریفین کے تذکار مقدس کے سبب جزوی طور سے حرمین کے' سفر ناموں بن جاتے ہیں۔ ان کے اردو تراجم اور دور جدید کے بعض عالمی سیاحت ناموں میں حرمین کے ابواب اسی طرح اپنی نوع کی نمائندگی کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اردو میں سفر نامہ کی روایت چونکہ عربی اور اس سے زیادہ فارسی سفر ناموں کے زیر اثر آئی ہے' اس لیے عالمی فارسی سفر نامے بالخصوص بر صغیر پاک و ہند کے قدیم و متوسط فارسی حج نامے اور دوسرے سفر نامے ایک نئے رجحان و اسلوب کی عکاسی کرتے ہیں' بالخصوص ان کے اردو تراجم۔ ان میں ناصر خسرو کی زاد المسافرین' شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی جذب القلوب الی دیار المحبوب' رفیع الدین مراد آبادی کے سوانح الحرمین (اردو ترجمہ بعنوان سفر نامۂ حجاز)' نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کی ترغیب المسالک الی احسن المسالک (اردو ترجمہ بعنوان ماہ منیر) شامل ہیں۔ عربی اور فارسی اسالیب بھی ان کے ساتھ آنے ناگزیر تھے۔ تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ بڑی تابناک و رجحان ساز ہے کہ اردو کے خالص سفر نامہ ہائے حرمین شریفین اور حج نامے عربی فارسی اسالیب سے قطعی آزاد ہو گئے اور انھوں نے علمی فنی ترقی کا ساتھ اپنے اپنے اسالیب پیدا کیے۔

اردو کے اولین حج ناموں' عالمی سیاحت ناموں' بلاد اسلامیہ یا ممالک عربیہ کے سفر ناموں کے دوش بدوش حرمین شریفین کے زائرانہ تذکار حیات ناموں اور سوانحی ادب میں بھی برابر ملتا ہے۔ بالخصوص ضخیم خود نوشت سوانح حیات میں۔ مذہبی نقطۂ نظر اور دینی اقدار کے حامل خود نوشت سوانح حیات میں وہ ایک طویل باب ہوتا ہے جو اگر علحدہ کتابی صورت میں چھاپا جائے تو کامل آزاد سفر نامۂ حرمین بن جائے۔ بالعموم یہ انداز پیشکش ان صاحبان قلم کے ہاں ملتا ہے جو خالص حج نامہ نہیں لکھتے' بلکہ اپنے حج کو مجموعی فرائض و مراحل حیات و عمل کا ایک جزو ترکیبی گردان کر اسے تذکرۂ حیات بنا دیتے ہیں۔ عہد جدید میں قدرت اللہ شہاب کا شہاب نامہ "تو ابھی راہ گذر میں ہے" کے عنوان سے ایسا ہی سفر نامۂ حرمین رکھتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہ نمائے حج کا اسلوب

اردو کے اولین سفر نامۂ حرمین خواہ محمد منصب علی خاں کا ماہ مغرب المعروف بہ کعبہ نما تسلیم کیا جائے یا نواب صدیق حسن خاں کا سفر نامۂ رحلۃ الصدیق الی بیت العتیق، انیسویں صدی عیسوی کے تقریباً تمام سفر ناموں کا اسلوب زیادہ تر رہ نمائے حج یا گائیڈ بک کا سا ہے۔ صاحب نگارش کا بنیادی خیال و نقطۂ نظر یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے واقعات سفر حج و زیارت کے پس منظر میں اپنے قارئین اور دوسرے عازمین کے لے ایک ہدایت نامۂ پیش کرے، ان کو مناسک حج اور آداب زیارت سے آگاہ کرے، مشکلات راہ سے بچائے، مصائب و خطرات کی نشاندہی کرے اور ضروری معلومات فراہم کرے۔

ہدایت نامہ کا اسلوب قدیم سفر ناموں پر زیادہ حاوی ہے، مگر جدید سفر ناموں کے لکھنے والے بھی اس روایت سے اپنے آپ کو کلی طور سے آزاد نہیں کر سکے۔ متعدد معاصر یا جدید سفر نامے تو رہ نمائے حرمین اور ہدایت نامے ہی بن کر رہ گئے ہیں، محمد عمر علی خان کا زاد غریب (۱۸۸۰ء)، وزیر حسین بریلوی کا وکیل الغرباء (۱۸۸۱ء)، مرزا قاسم بیگ کا زاد الزائرین (۱۹۰۱ء)، سبحان اللہ گورکھپوری کا میرا سفر حج (۱۹۰۳ء)، عبدالرحیم نقشبندی کا سفر حرمین شریفین (۱۹۱۱ء)، محمد شریف امرتسری کا سفر نامۂ حج (۱۹۲۷ء)، پیر محمد غوث قریشی کا سفر نامۂ غوثیہ (ت۔ن) مرزا عبدالحلیم بیگ کی سرگذشت حجاز، عبدالمجید صدیقی کا سبیل الرشاد اور ایچ بی خان کا سفر نامۂ کراچی سے گنبد خضرا تک دوسرے عازمین حج اور اپنے سفر ناموں کا قارئین کے لیے مسائل حج، سفر حرمین کے لیے ضروری ہدایات اور لازمی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ان تمام سفر ناموں میں واقعات و حالات سفر کا بیان بھی ہدایت و نصیحت کی غرض سے پیش کیا جاتا ہے۔ ان کی زبان و بیان اور اسلوب معمولی اور غیر ادبی ہوتا ہے۔ ہدایت نامہ بنانے کی وجہ سے ادبیت کا عنصر مفقود ہونا لازمی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایتی بیانیہ

بیشتر سفرنامے، خواہ حرمین شریفین کے ہوں یا دوسرے بلاد و امصار کے، مشاہدات کو روایتی بیانیہ کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ ان کی زبان و طرز ادا معلومات و واقعات بیان کرنے کا ہوتا ہے۔ ایسے تمام سفرناموں کو معلوماتی کہا جا سکتا ہے۔ یوں تو تمام سفرناموں کا ایک مخصوص خاکہ و ہیولیٰ / فارمیٹ ہوتا ہے۔ سفر سے قبل تیاری کا مرحلہ، آغاز سفر اور اس کا ابتدائی مراحل، مقامات کے تاریخی جغرافیہ، بلادو امصا کے تاریخی کوائف، اشخاص و شخصیات کا تذکرہ، مسافر و سیاح کی مشکلات و مصائب، معلوماتی اعداد و شمار، مختلف مقامات کے سفر کا حالات، قیام و طعام کی تفصیلات اور سفر سے وطن کی مراجعت۔ سفرنامۂ کے فارمیٹ کے یہ بنیادی ارکان ہیں۔ ان میں بعض ذیلی تقسیمات بھی کی جا سکتی ہیں.

ہر سفرنامۂ آپ بیتی کا اسلوب بھی رکھتا ہے۔ زائر و مسافر اور سیاح پر جو کچھ گذرتی ہے وہ اسے اپنی سرگذشت بنا کر پیش کرتا ہے۔ اگرچہ وقت، شخص اور حالت کے عناصر زمانی و مکانی کے سبب آپ بیتی کی جزئیات و تفصیلات مختلف ہوتی ہیں، لیکن مقامات واسفار کی نوعیت کی بنا پر ان میں بھی ایک قسم کی نوعی یکسانیت ضرور ہوتی ہے۔ روایتی اور معلوماتی قسم کے سفرناموں میں آپ بیتی کا عنصر بیاینہ کی شکل میں رواں دواں اور کارفرما نظر آتا ہے۔ ایسے تمام سفرنامے خارجی اشیاء سے تعلق رکھتے اور بحث کرتے ہیں۔ داخلیت کا عنصر ان میں مفقود ہوتا ہے، لہٰذا وہ معلوماتی، تاریخی و جغرافیائی تحریریں تو بن جاتے ہیں، وارادات قلب و نظر کا بیان نہیں بن پاتے.

معلوماتی اور روایتی سفرناموں کی تعداد شاید سب سے زیادہ ہے۔ ہدایت نامہ، مناسک نامہ، مصائب نامہ، سوانح نامہ، معلومات نامہ اور اسی طرح کے دوسرے نامے وہ ہوتے ہیں۔ مرزا عرفان علی بیگ کا سفرنامۂ حجاز، محمد لطیف مچھلی شہری کا السفر اللطیف، خطیب قادر بادشاہ کا سفر حجاز، محمد حسین الہ آبادی کا رحلۃ السالکین، مصباح الدین احمد کا غنچہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حج 'عبدالرحیم نقشبندی کا سفر حرمین شریفین' مولانا محمود حسن / حسین احمد مدنی کا سفر نامۂ حجاز 'الیاس برنی کا صراط الحمید' عزیز الرحمٰن عزیز کا حج صادق 'غلام رسول مہر کا سفر نامہ حجاز' فضل الدین حبیب کا دیار حبیب کی باتیں 'عبدالکریم ثمر کا سفر حجاز' عبدالصمد صارم کا سفر نامۂ حج وزیارت 'محمد منیر قریشی کی داستان حرمین شریفین 'کنیز محمد بیگم کا ارض مقدس' مفتاح الدین ظفر کا سفر مقدس 'ابو حمید انور کا "نہ آئیں جا کے وہاں سے " وغیرہ' اسی قسم کے ہیں۔

تشکیل اسالیب کے بعض دوسرے عناصر

نگارش کی تکنیک بھی زبان اور اسلوب کی تشکیل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ روزنامچہ یا ڈائری کا اسلوب یا طریق ہر روز سفر کی جزئیات اور مسافر کی مصروفیات کو پیش کرتا ہے۔ حرمین شریفین کے سفر ناموں روزنامچہ کی تکنیک یا طریق کے دو انداز ملے ہیں: ایک خالص روزنامچہ کا طریقہ جس میں بیانیہ ہر روز نئے سرے سے شروع ہوتا ہے اور اس میں سفر شوق و تجربہ روح کا تسلسل بری طرح مجروح ہوتا ہے یا شہید تکنیک ہو جاتا ہے۔ اس نوع کی ایک نمائندہ مثال مسعود عالم ندوی کا سفر نامۂ ہے جو صبح کی بیداری جسم کی بیماری' ماکولات و مشروبات' معمولات' ملاقات وزیارت اور ایسی ہی دوسری دنیاوی کثافتوں کی یادداشت اور داستان ہے' جو بار بار دہرائی جاتی ہے۔ قاری کو ایسے معمولات مسافر سے ایک گونہ دلچسپی اور مسافر کی تکلیف سے ہمدردی ہو سکتی ہے' مگر اس کا جذب دروں اور ذوق و شوق کی تسکین نہیں ہو سکتی۔ دوسری طرز پیشکش و نگارش میں روزنامچہ کی غیر ضروری اور غیر دلچسپ جزئیات حذف کر کے بیانیہ کو اصل مقصود کی سمت میں رواں دواں رکھا جاتا ہے اور اس میں عام اور معمول کی مصروفیات مسافر بھی حج وزیارت کا بیان ایک جزو بدن بن کر قارئین کی نظر کو اس کے اصل ہدف سے بھٹکنے نہیں دیتیں۔ عبدالماجد دریابادی کے سفر نامے میں یہی تکنیک اختیار کی گئی ہے کہ روزنامچے کا طریق واردات روح میں مدغم ہو جاتا ہے۔ بیشتر اہل قلم تبویب کا طریق تمام اختیار کرتے ہیں اور مقامات و منازل میں اپنے بیان کو تقسیم کر کے تسلسل پیدا اور قائم کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقت تحریر وزمانہ نگارش بھی ایک اہم تشکیلی عنصر ہے۔ کچھ عازمین حج اور مسافرین زیارت احرام کے ساتھ سفر نامۂ لکھنے کی نیت بھی باندھتے ہیں۔ وہ دوران سفر ہر مرحلہ پر یادداشتیں مرتب کرتے جاتے ہیں یا پورا بیان موقعہ ہی لکھ ڈالتے ہیں۔ یادداشتیں مرتب کرنے والے بعد از سفر سفر نامۂ لکھ ڈالتے ہیں۔ متعدد ایسے بھی صاحبان ذوق و نظر ہیں جو خالص حج و زیارت کی نیت کا احرام باندھتے ہیں' جسم و جان اور قلب و روح پر جو کچھ دوران سفر گذرتی ہے لوح حافظہ اور قرطاسِ دل پر رقم ہوتا جاتا ہے۔ تکمیل سفر پر کسی خارجی یا اندرونی تقاضے سے اسے قلم کی مدد سے کاغذ پر اتار دیتے ہیں۔ لمحہ گذراں اور ٹھہرے ہوئے وقت میں لکھی جانے والی تحریروں کی زبان' بیان اور اسلوب جدا ہوتا ہے جذبات کی فراوانی اور واردات کی دلکشی کا تعلق وقت کے جبر سے اتنا نہیں جتنا دل کی خستگی اور روح کی بالیدگی سے ہوتا ہے۔ تصویر کشی کے فن کے باذوق مبصرین کا خیال ہے کہ دور سے دیکھنے پر تصویر کا حسن دوبالا نظر آتا ہے۔ شاید وقت اور مکان کا بعد اس میں زیادہ خوبصورت رنگ بھر دیتا ہے۔

ادبی اسالیب

موجودہ صدی کے آغاز سے سفر ناموں میں ادبیت کا اسلوب نمایاں ہونے لگا۔ سادہ' سلیس اور شگفتہ نثر کی کمی ضرور تھی' مگر یکسر فقدان نہ تھا۔ انیسویں صدی عیسوی میں لکھے گئے حرمین شریفین کے سفر نامے زیادہ تر غیر ادبی اسلوب رکھتے ہیں' لیکن بعض سادہ اور سلیس نثر کے نمونے ضرور ہیں' ہماری صدی کے شروع ہی میں بعض اہم ادبی سفر نامے معرض تحریر میں آئے ان میں محمد الیاس برنی کا صراط الحمید' مولانا عبدالماجد دریابادی کا سفر حجاز' منشی امیر احمد علوی کا سفر سعادت' مولانا غلام رسول مہر کا سفر نامۂ حجاز' محمد صدیق خیر آبادی کا سفر نامۂ رحلۃ الصدیق الی بیت اللہ العتیق اور متعدد دوسرے سفر نامے ادبی کارنامے ہیں' مگر ان میں سے خالص ادبی شاہکار وہ سفر نامے ہیں جو مسلم صاحب طرز اور قادر البیان ادیبوں نے اپنے خون جگر اور روشنائی دل سے تحریر کیے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادبی اسلوب اور ادبیت کا انحصار صاحب تحریر کے فکری زاویے اور علمی نقطہ نظر پر ہوتا ہے' مقامات مناسک اور احوال و کیفیات سے کم۔ وہ تقریباً ہی نہیں یقیناً یکساں ہیں مگر ان کو دیکھنے والی آنکھ اور ان کو دستاویز بنانے والا قلم مختلف ہوتا ہے۔ وہ جو ارضی جادہ پیمائی کرتے ہیں یا صرف جغرافیہ و تاریخ میں سفر کرتے ہیں یا وہ جو مسائل و مناسک کے اسیر ہوتے ہیں یا اشخاص و زیارات کے حلقہ دام فریب میں مبتلا ہوتے ہیں وہ داخلیت کے عنصر سے ہی ہوتے ہیں اور ان کی تحریریں بھی۔

حرمین شریفین کے اصلی' ادبی' حسین اور جمیل سفر نامے وہ ہیں جن کے لکھنے والوں نے اپنے مشاہدات چشم کو واردات قلب بنایا ہے جو اپنی روح کی گہرائیوں میں سفر کرتے ہیں۔ جو حج و زیارت کے ظواہر سے گذر کر ان کے باطن میں اترتے ہیں جو روح شریعت اور اپنے روحانی تجربہ کو آمیز کر کے اسے مادی چیزوں سے ماوراء' بلند اور حسین تر بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جو فصیح الفاظ' بلیغ تراکیب' خوبصورت زبان' حسین بیان اور جمیل پیشکش پر قادر ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ تمام ادبی اسالیب سے واقف و آگاہ ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی ادبی تحریروں میں افسانوی انداز بھی کافی جادو جگاتا ہے۔

داخلیت

ادبی اسالیب میں اہم ترین عنصر تشکیل و تعمیر داخلیت' یعنی مشاہدات و معلومات کو محسوسات دل اور واردات روح بنا کر پیش کرنے کا فن ہے۔ اس کے لیے الفاظ و تراکیب پر قدرت' زبان و بیان کی جدت' طرز ادا کی وسعت' شاعرانہ تخیل کی ندرت اور افسانوی بیانیہ کی بنت ناگزیر ہے۔ حرمین شریفین کے قدیم سفر ناموں میں کہیں کہیں خوبصورت فقرے یا حسین جملے مل جاتے ہیں مگر وہ اکثر و بیشتر روایتی انداز کے ہوتے ہیں۔ جدید سفر ناموں میں بالخصوص معاصر حرمین ناموں میں ادبیت کا تسلسل پایا جاتا ہے۔ یہ تسلسل کہیں کہیں سادہ ہوتا ہے اور کہیں کہیں پرکار۔ واردات قلب اور محسوسات دل کو ان کے شایان شان زبان و بیان عطا کرنے والے صاحبان قلم معلومات و مشاہدات کو بھی ادبی رنگ دے دیتے ہیں۔ یہ ان کے جمال تحریر کا عکس ہوتا ہے کہ ایسے خشک و بے کیف بیانات میں داخلیت کا گذر نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتا۔

اولین زیارت کعبہ شخصی تناظر میں

عازمین حج اور زائرین مدینہ کے سفر ناموں میں مراحل سفر' مقامات زیارت' مناسک حج اور منازل قیام و طعام کا بیانیہ یکساں ہوتا ہے صرف طرز ادا اور انداز پیشکش کا فرق ہوتا ہے اور یہی فرق ان کی ادبیت و اسلوب کو متعین کرتا ہے۔ مختلف مراحل و منازل میں غالباً سب سے اہم اولین زیارت کعبہ کا منظر ہوتا ہے۔ اس منظر حیات کی تصویر کشی میں موئے قلم نے کیا کیا سادہ و پرکار' سپاٹ اور رنگین' غیر دلچسپ اور جذبات انگیز لہریئے دکھلائے ہیں' عبدالماجد دریابادی رقم طراز ہیں :

"اندر داخل ہوتے ہی نگاہ اس سیاہ غلاف والی عمارت پر پڑی جسے خشکی اور تری میں نہ سما سکنے والے نے 'زمین و آسمان' عرش و کرسی کی سمائی میں نہ آنے والے نے' وہم و خیال کی وسعت میں نہ گھرنے والے نے اپنا گھر کہہ کر پکارا ہے۔ نگاہ پڑی اور پڑتے ہی جہاں پڑی تھی جم کر رہ گئی! اس گھڑی کی کیفیت کیا اور کن لفظوں میں بیان ہو۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ کلیم کے ہوش و حواس کسی کی ایک تجلی کی تاب نہ لا سکے تھے۔ جب "تجلی بیت" کا یہ حال ہے کہ ہوش و حواس قائم رکھنے دشوار' تو "رب البیت" کی تجلی نے خدا معلوم کیا غضب ڈھایا ہوگا؟ جب "گھر" کی برق پاشیوں کا یہ عالم ہے تو گھر والے کے انوار و تجلیات کی تاب کون بشری آنکھ اور انسانی بصارت لا سکتی ہے؟ اللہ اللہ! کیا حسن و جمال' کیا رعنائی و زیبائی' کیا خوئے محبوب دلکشی و دلبری ہے! جن لوگوں نے قہر و جلال کی تجلی گاہ بتایا ہے خدا معلوم انھوں نے کیا اور کس عالم میں دیکھا' اپنا تو یہ حال تھا کہ سر تا پا مہر و جمال ہی ٹپکتا نظر آتا تھا' ہر چہار طرف سے رفق و الفت' شفقت و رحمت کے کھلے ہوئے پھولوں کی خوشبوئیں ٹپکی اور دوڑی چلی آرہی تھیں۔ ابراہیم کی خلت' اسمٰعیل کی فداکاری' ہاجرہ کی مسکینیت' اللہ اکبر جہاں یہ تینوں اکٹھا ہوں' انوار و جمال کی تجلیات' اس ٹھکانے سے بڑھ کر اور کہاں ہوں گی۔ اب نہ قلب کو اضطراب ہے' نہ طبیعت میں انتشار' نہ خوف نہ دہشت' نہ رعب نہ ہیبت' سر تا سر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سکون ہے اور انبساط' سرور ہے اور نشاط! من دخلہ کان امنا کی تفسیریں بہت سی پڑھی تھیں' لیکن جو تفسیر اس گھڑی بغیر کسی کتاب و عبارت کے توسط کے' لوح قلب پر القاء ہو رہی تھی وہ سب سے الگ سب سے نرالی سب سے عجیب تھی۔ اور اگر فاش گوئی کی اجازت دی جائے تو اپنے حق میں سب منقول و مکتوب تفسیروں سے بڑھ کر صحیح بھی تھی" (طبع اعظم گڑھ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء ص ۲۲۱۔ ۲۲۲) میر کاروان حجاز ماہر القادری کا بیانیہ اولین زیارت کعبہ ذرا مختلف ہے:

"باب السلام سے داخلہ ہوا اور بیت اللہ پر نگاہ پڑتے ہی زبان پر تکبیر جاری ہو گئی۔ جلال و ہیبت اور جبروت و ابہیت کا سامنا ہے' ایک عالم گو مگو اور کیفیت بے نام ہے جو طاری ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یا اللہ! میں کہاں آ گیا! یہ میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ مجھ سا پلید اور حرم مقدس میں! مجھ سا خطاکار اور معاصی سرشت اس مقام پر جہاں ہر زمانے کے اتقیاء و صلحاء پاکبازوں اور نیکوں کاروں نے سجدے اور طواف کیے ہیں یہ پیروں سے نہیں سر کے بل چلنے کا مقام ہے" (ص ۳۸)۔

صاحب حریم دیدہ و دل محمد عارف اپنے اولین تجربہ کی بات کرتے ہیں:

"اچانک ٹیکسی نے موڑ کاٹا اور جونہی نگاہیں اٹھیں جسم میں کپکپی سی آ گئی۔ آنکھوں پر یقین نہ آیا اور زبان بے اختیار کہہ اٹھی "لبیک اللھم لبیک" مسجد الحرام کی باعظمت اور پرشکوہ عمارت سامنے تھی۔ اس کے باوقار اور بلند مینار اسلام کی عظمت کے مظہر نظر آتے تھے۔ اندر سے تسبیح اور درود کی ہلکی دل نواز صدائیں آ رہی تھیں۔ اپنی خوش بختی پر فخر بھی تھا اور بے بضاعتی پر ملال' اظہار تشکر کے لیے ہونٹ نہ ہل سکے تو آنکھیں یہ فرض بجا لائیں" (انور سدید' ص ۵۱۲)۔

راقم روداد سفر حجاز نصیر احمد ناصر کا بیان ہے کہ "ہم نے دیار دوست میں حج کا مقام اور حرم شریف کی زیارت کی اور خوب کی' پھر ذوق و تسکین کی خاطر آثار حسن و عشق دیکھے لیکن ذوق نظر کی تسکین کے ساتھ شوق دید بڑھتا چلا گیا' جونہی نظر حریم دوست پر پڑی شہید نظارہ ہو گئی۔ اس کا نظارہ اسی طرح حسین و جمیل اور ایمان افروز و مسحور کن تھا جو میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلے دیکھ چکا تھا انوار و تجلیات کی برفباری ہو رہی تھی اور ملائکہ کا ھبوط و عروج کا سلسلہ جاری تھا"(انور سدید ،ص ۵۱۶۔۵۱۷)۔

شہاب نامہ کے صاحب نظر زائر کا تجربہ ہے کہ "میرے پاس حرم شریف کے باہر چھوڑنے کے لیے اپنے پاؤں میں ربڑ کا چپل اور سر پر گناہوں کی گٹھڑی کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ میں نے دل و جان سے دونوں کو اٹھا کر باہر پھینک مارا اور باب السلام کے راستے حرم شریف میں داخل ہو گیا۔ اندر قدم رکھتے ہی دم بھر کے لیے بجلی سی کوندی اور زمین کی کشش ثقل گویا ختم ہو گئی۔ مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے گاڑی کو مضبوط بریک لگا کر میرے وجود کو پنکچر شدہ ٹائر کی طرح جیک لگا کر ہوا میں معلق کر دیا گیا ہو۔ جیسے میری پنڈلیوں کا گوشت ہڈیوں سے الگ ہو رہا ہو۔ میرے جسم کے اعضاء کا ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ ٹوٹ سا گیا ہو۔ ہاتھ بے روح ہو کر لٹک سے گئے اور سر بھنور میں پھنسے ہوئے ... . خس و خاشاک کی طرح بے بسی سے چکر کاٹنے لگا۔ اس طرح اپاہج سا ہو کر میں طواف کے لیے آگے بڑھنے کی بجائے بے ساختہ لڑکھڑا کر وہیں بیٹھ گیا (ص ۵۹۷۔۵۹۸)۔

سلسلہ شہابیہ کے ایک ٹوٹے ہوئے تارے ممتاز مفتی کا اولین تجربہ سب سے منفرد شخصی اور نرالا ہے:

"اور خانہ خدا میری آنکھوں کے سامنے آگیا۔ بیشتر اس کے کہ میں اللہ اکبر کہہ پاتا کوٹھے کی چھت سے کسی نے سر نکالا۔ چہرے کی جھریوں میں محبت کا ایک طوفان ابھر اور سمٹ رہا تھا۔ آنکھیں ہمدردی کے بے پناہ جذبے سے پرنم تھیں، پیشانی منور تھی۔ ہونٹوں پر لگاؤ بھری مسکراہٹ تھی۔ اس مسکراہٹ نے پتہ نہیں کیا کیا۔ میرے وجود کے فیتے کو گویا چنگاری دکھادی۔ پھر میرے قلب میں ایک دھماکا ہوا، میرے وجود کی دھجیاں اڑ گئیں اور سارے حرم شریف میں بکھر گئیں۔ لیکن اس وقت میری سدھ بدھ ماری ہوئی تھی، اس وقت میرے نزدیک کسی کی کوئی حیثیت نہ تھی، صرف میں تھا اور میرے اللہ تھے۔ اب میرے اور میرے اللہ کے درمیان کچھ حائل نہ تھا۔ نہ پہلا چکر نہ دوسرا، نہ تیسرا، نہ کوئی مقام محمود تھا، نہ مقام ابراہیم۔ زندگی میں پہلی بار میرے اللہ ۔۔ کی خاطر اس بھی ڈھب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوٹھے میں محدود ہو گئے تھے۔ میرے اللہ میرے روبرو تھے اور میں ان کے گرد والہانہ گھوم رہا تھا' (ص ۷۸۔۷۹)۔ شفیق صدیقی مولف حجاز نامۂ کا بیان ہے:

"مولانا نے کہا ہاں وہ سامنے عمارت کعبہ ہی تو ہے۔ یہ سنتے ہی نہ پوچھئے اپنی کیا کیفیت ہوئی۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دعائیں مانگنے لگا۔ دعاؤں میں رقت نے وہ کیف پیدا کر دیا تھا کہ جیسے بیت نہیں رب البیت سامنے ہے اور اس کے باب رحمت کی چوکھٹ پر سر جھکانے کو جا رہا ہوں۔ پردہ اٹھنے کو ہے اور اپنا پیار اکردگار شرف عطا فرمائے گا۔ بار بار دل مجھ سے اور میں دل سے سوال کرتا تھا کہ قسمت آج کہاں لائی ہے۔ ایسا گنہگار جس کو ساری خدائی میں کوئی نہ بخشے میرے رؤف ورحیم پروردگار نے اسے اس مرکز رحمت میں باریاب فرمایا ہے" (ص ۴۶۔۴۷)۔

حج کا سفر مبارک کرنے والے مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محل کا فتوائے زیارت ایسی ہی بے خبری کا تھا:

"اندر پہنچے اور خانہ کعبہ کا دیدار ہوا۔ بس ایسا محسوس ہوا کہ اپنے قابو میں نہیں رہے۔ بے اختیار گریہ طاری ہو گیا۔ کوئی پوچھ بیٹھتا کہ کیوں؟ تو ہمارے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ سچ یہ ہے کہ کسی بھی استفسار کا جواب ہمیں یاد نہیں پڑ رہا تھا۔ بے خودی اور بے خبری کا ایسا سخت تجربہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ خانہ کعبہ کی پہلی زیارت از خود رفتگی کے عالم میں ہو رہی تھی" (ص ۱۳۳۔۱۳۴)

زائرات کے واردات روحانی

بے خبری، از خود رفتگی، جسم وروح کی سرشاری، گریہ وزاری اور ایسی ہی دوسری کیفیات قلبی میں حجاجِ کرام کے دوش بدوش زائرات صاحباتِ کیف و نظر بھی برابر کی شریک نظر آتی ہیں۔ وہ بھی اولیں زیارت کعبہ مقدسہ کے سرمدی لمحہ میں اسی طرح ہوش و حواس سے بیگانہ، کیف وعرفان وبادہ سرمستی سے سرشار ہو گئی تھیں۔ ان کے واردات روح اور مشاہدات نظر کچھ کم دل آویز نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رحلۃ الراحل کی مسافرہ صاحبہ نظر کا بیان:

"جس روز کہ میں پہلے وقت حرم شریف میں داخل ہوئی اس دن رعب کا کیا بیان کروں۔ اللہ اکبر۔ گھر سے نکلتے ہی ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے' جب حرم شریف کے قریب پہنچی تو کئی دروازے چھوڑ کر آگے بڑھی کہ پہلے دن باب السلام سے داخلے کا قاعدہ ہے۔ اس کے بعد بہت ہمت کر کے میں نے جو کعبہ شریف کی طرف نگاہ اٹھائی' آنکھیں نیچی کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ ایک دم کعبہ کو تکے جاتی تھی اور سبحان اللہ کر رہی تھی۔ لوگ جوق در جوق اس کے گرد نثار ہو رہے تھے۔ ان کا شوق اور محویت مجھ کو پاگل کیے دیتی تھی۔ خدا جانے میں وہاں کب تک بیٹھی رہی' میں اس وقت اس قدر بدحواس تھی کہ مجھ کو اپنے بیٹھنے کی جگہ مطلق یاد نہیں" (ص ۸۰)۔

وحیدہ نسیم کی حدیث دل' بشریٰ رحمان کی باؤلی بھکارن' زبیدہ حی کا زہے نصیب اور اسی نوع کے دوسرے نسوانی سفرنامے واردات قلب و نظر اور روحانی تجربات و مشاہدات سے مالامال ہیں۔ ان کے باب میں مردوزن کی تخصیص نہیں' روح و قلب کی دولت بیدار کی تخصیص کی شراکت لازمی ہے۔ یہ تو:

"خبر تحیر عشق سن' نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ میں میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی"

کا مقام فرزانگی ہے۔

اولین زیارت کعبہ مطہرہ ہو یا اولین دیدار مسجد و روضہ اقدس یا دوسری زیارات' ان کی قلمی تصویر کشی میں مصور واردات قلب و نظر اکثر و بیشتر اپنی اور صرف اپنی ذات کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہوتا ہے۔ وہ خود غرض اور تنگ نظر نہیں ہوتا' مگر اس کے محسوسات و تجربات ایسے ہمہ گیر ہوتے ہیں اور اسکی داخلیت اتنی شدید ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ سے پرے نہیں دیکھ سکتا۔ اسکی ظاہری نگاہ بند اور اندرون کی نظر وا ہو جاتی ہے اور اس سرمدی لمحہ میں اسے صرف اپنے اللہ میاں نظر آتے ہیں "شہود و شاہد و مشہود" کی یک جائی اور اکائی ایسی بسیط ہوتی ہے کہ وہ ہر ماسوا سے بے خبر' اطراف و اکناف سے جدا' ظرف و مکان سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منقطع اور رفتہ رفتہ شرکاء سے دور ہوتا ہے کہ وہ اپنے صرف اپنے رب کے حضور حاضر اور اس کی تجلیات سے سرشار ہوتا ہے۔

مشاہدات حرمین کے راقم سید اسعد گیلانی تعارف و تعریف خانہ کعبہ' تاریخ و کیفیت بیت الہٰی' کیف و سرمستی زائرین اور متعدد دوسری کیفیات سے گذر کر اپنی اولین زیارت و طواف کا ذکر کرتے ہیں اور دوسروں کے حوالہ سے داخلیت کا اظہار کرتے ہیں:

"یوں میں چوکھٹ سے لپٹا ہوا رو رہا تھا جب میرے کان میں آواز پڑی "مینڈھے سائیں" السلام علیکم" اللہ اکبر! میں ابھی باہر کھڑا دروازے پر ہلکی ہلکی دستک دے رہا تھا اور یہ سندھ سے آیا ہوا میرا بھائی سیدھا صحن مکان میں پہونچ کر براہ راست صاحب البیت سے علیک سلیک کر رہا تھا۔ جیسے اس کے اور صاحب البیت کے درمیان اب کوئی پردہ حائل نہ رہا تھا اور وہ اس سے براہ راست خود بات کر رہا تھا۔ بس میری تو چیخ ہی نکل گئی۔ جیسے میرا سارا سفر ادھورا رہ گیا تھا اور میرے ساتھ ملتزم سے چمٹا ہوا کھڑا میرا بھائی اپنا سفر مکمل کر کے صحن میں داخل ہو گیا تھا۔ اب وہ مسلسل سرگوشیاں کر رہا تھا۔ اس کی سرگوشیوں نے میرے جذبہ بندگی میں بھی بے پناہ اضافہ کر دیا اور میں بھی قربت حبیب میں بہت دور تک آگے نکل گیا" (ص ۱۵)

جذبہ و سرمستی' کیف و سرشاری' بے خودی و بے خبری اور داخلیت کی بیکران و بے پناہ کیفیات' قلب و روح کی گہرائی اور احساس و وجدان کی پہنائی سے پھوٹتی ہیں۔ متعدد اہل قلم ایسے بھی ہیں جو اولیں زیارت کعبہ شریف کے نادر لمحہ میں بلا کیف و جذبہ رہ گئے۔ وہ اس سرمدی مقام سے سرسری گذر گئے۔ سفر سعادت سے مالا مال ہونے والے منشی امیر احمد علوی معلم کے چرکوں سے پریشان اپنے ظاہری زخم ہی گنتے گناتے رہ گئے' مودودی کے سفر نامۂ ارض القرآن کے مرتب محمد عاصم نے "کعبہ زادھا اللہ شرفا پر محبت و احترام بھری نگاہ ڈالی اور جماعت میں شامل ہو گئے"۔ (ص ۱۳۱) مولانا حبیب الرحمٰن شروانی کی "ایک عمر کی تمنا بلکہ حاصل زندگی تمنا فضل ربانی سے بر آئی۔ زیارت بیت اللہ المکرم و حاضری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسجد الحرام کا شرف حاصل ہوا' فالحمد للّٰہ تعالیٰ حمد اکثیر اطبیا مبار کافیہ"(ص ۱۲)

اولین زیارت مسجد وروضہ نبوی

جذبات کیف و سر مستی اور تجربات وجدانی و روحانی کا دوسرا مقام محمود دیدار مسجد نبوی اور روضۂ اطہر کا عظیم لمحہ ہوتا ہے۔ یہ مقام راہ وفا بھی جلال و جمال کا مظہر ہے۔ بیت الٰہی کی مانند یہاں بھی مرکز قلب و نگاہ ہے۔ مسجد نبوی کی زیارت اور روضۂ مقدسہ کا دیدار بھی ہر زائر کا عمر بھر کا سرمایہ ہوتا ہے کہ وہ بھی اسکی زندگی کی دوسری تمنا اور حاصل حیات ہوتا ہے۔ یہاں بھی قلب و نظر اسی طرح خیرہ و سرشار اور دل و جگر شکار ہوتے ہیں۔ بے خودی' بے خبری' از خود رفتگی' بے بسی' بے چارگی' سر مستی' سرشاری' اور "خبر تحیر عشق" سننے کے بعد کی بے خبری یہاں بھی پوری طرح آشکار ہوتی ہے۔ دیدار و زیارت سے مشرف ہونے والے اپنے اپنے جذبات' کیفیات اور نقاط نظر کے سرچشموں سے فیضیاب ہو کر دولت دارین سے مالا مال ہو جاتے ہیں یا مادہ و جسم کی آلودگی اور جذب دروں کی کمی کے سبب محروم رہتے یا سرسری گذر جاتے ہیں :

عبد الماجد دریابادی ہمہ تن ذوق' ہمہ جاں شوق اور سر تاپا جذب و مستی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان کی اولین زیارت مسجد و روضہ اسی کی کہانی ہے :

"لیکن پہلی مرتبہ قدم رکھتے وقت ہوش و حواس ہی کب درست تھے جو یہ دعا یا کوئی اور خاص دعا قصد و ارادہ کر کے پڑھی جاتی۔ ایک ربودگی' بے خبری اور نیم بے ہوشی کی حالت میں' معمولی درود شریف کے الفاظ تو محض حفظ کی بنا پر بلا قصد و ارادہ زبان سے ادا ہوتے رہے۔ باقی بس ہوش آیا تو دیکھا کہ نماز کو شروع ہوئے دو چار منٹ ہو چکے ہیں۔ ادھر یہ کچھ ہو رہا ہے' رند و پارسا' فاسق و متقی سب ہی اس دھن میں لگے ہوئے ہیں' ادھر ایک ننگ امت حیران و ششدر' فرط ہیبت و جلال سے گنگ و مضطر' حواس باختہ' چپ چاپ' سب سے الگ کھڑا ہوا ہے' نہ زبان پر کوئی دعا' نہ دل میں کوئی آرزو' سر سے پیر تک ایک عالم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حیرت طاری 'یاالٰہی! یہ خواب ہے یا بیداری! کہاں ایک مشت خاک' کہاں یہ عالم پاک' (ص ۱۰۵ اور ۱۰۶)۔

دریابادی کے بیان میں جذب و سرشاری کافی طویل ہے کہ وہ حدیث دل بھی ہے اور تکمیل آرزو بھی۔

راہ وفا کے سالک کی "گنبد خضریٰ پر نگاہ پڑی تھی کہ بے اختیار چیخ نکل گئی تن بدن کا ہوش باقی نہ رہا۔ جذبہ سلام و نذر حضور میں شعری روپ دھار گیا (ص ۳۰۲)۔

پاکستان سے دیار حرم تک کے زائر کا حال یہ تھا کہ :

"اپنے جسم میں ایک کپکپی محسوس کی اور میری نگاہیں رسول ﷺ کے روضہ اطہر کی جالی پر مرکوز ہو گئیں. اس کے بعد کچھ دیر کے لیے مکمل طور پر خالی الذہن تھا۔ میرے دل میں کوئی آرزو نہ تھی اور میری زبان پر کوئی دعا نہ تھی۔ وہ احساسات جن کے اظہار کرنے کے لیے میں کچھ دیر پہلے چیخوں کی ضرورت محسوس کرتا تھا مکمل طور پر دب چکے تھے' میری بہترین دعائیں مستجاب ہو چکی تھیں اور عزیز ترین آرزوئیں پوری ہو چکی تھیں اور میں ایک ایسا اطمینان محسوس کر رہا تھا جس سے میری روح نا آشنا تھی" (ص ۱۲۴۔ ۱۲۵)

مشاہدات حرمین کے شاہد صادق کا تجربہ بڑا انوکھا تھا :

"جب باب جبریل کی طرف سے میں نے مسجد نبوی میں قدم رکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنی مصروف اور مضطرب دنیا سے نکل کر کسی اور ہی دنیا میں آگیا ہوں۔ پھر وہ بزرگ یکایک مجھے مواجہہ شریف کے روبرو لے گئے یعنی حضور اکرم کی کھڑکی کے روبرو۔ بخدا میں یوں یکایک اس حاضری کے لیے ذہنی طور پر تیار نہ تھا۔ اس کے لیے جس حوصلے کی ضرورت تھی وہ مفقود تھا۔ یکایک یہ حاضری میرے اوپر اس طرح چھا گئی کہ میں لرز گیا اور اندر ہی اندر کانپنے لگا۔ میں کھڑا تھا' ایوان نبوت کی کھڑکی میرے سامنے کھلی تھی اور مجھے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی ہمت و جرأت نہ تھی۔ میں غیر معمولی دیر تک چپ چاپ کھڑا رہا۔ حسرت و یاس کی تصویر بنا ہوا۔ یہاں تک کہ وہ میری کیفیت خوف گزر گئی اور کیفیت مسرت و انبساط نمودار ہوئی' میں تو اپنے ہی نبی کے حضور میں تھا جو رحمۃ للعالمین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے' جو گنہگاروں کا والی ہے۔ وہ میرا اپنا ناتا ہے' یہ میرا اپنا گھر ہے۔ ایک سکینت و اطمینان کی لہر میرے وجود میں دوڑ گئی" (ص ۸۳).

ہمارے نبی و آقا' ہادی و والی' رحمۃ للعلمین ور حمت تمام کے لیے جذبات روحانی و جدانی کا اظہار و بیان تقریباً تمام سفر نامہ نگاران مدینہ کے ہاں ملتا ہے۔ زائرین و حاضرین کے وجود جسمانی کی ہم آہنگی' بے خبری' اور بے ہوشی کا بھی بیان پایا جاتا ہے ذاتی تعلق اور شخصی یگانگت کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔ بعض سید زائرین اور سادات کرامؒ کے ہاں خاندانی رشتہ داری اور خونی قرابت کا افتخار بھی بہت زیادہ جھلکتا اور چھلکتا ہے۔ سید اسعد گیلانی اور خواجہ حسن نظامی کے ہاں اس کا رنگ کافی چوکھا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے سید زائرین کے ہاں صرف یہی رشتہ وجہ افتخار اور مایہ زیارت بن کر رہ گیا ہے۔ جبکہ حرمین شریفین ایسے دو مقامات دانش و آگہی میں جہاں صرف عاجزی و درماندگی' بندگی اور غلامی اور ایمانی و اسلامی تعلقات ہی نگاہ قلب و چشم میں رہیں اور سارے افتخارات اور تمام امتیازات بلا کم و کاست حدود حرمین سے باہر رہ جائیں.

شہاب نامہ کا زائر ایسے جذبات احترام و عقیدت کے پروں پر اڑتا ہوا مدینہ منورہ روانہ ہوتا ہے۔ وہ عقیدت مندوں کے ایک گروہ کے ساتھ ان کے جذبے سے سرشار ہو کر احتراماً پیدل چلنے لگتا ہے۔ دیار حبیب میں جوتے پہن کر داخل ہونا بھی ایک طرح کی بے ادبی ہے" تو چپل کھول کر پھینک دیتا ہے۔ برہنہ پا حدود حرم میں داخل ہوتا ہے۔ پھر عقیدت و محبت اور عشق و سرمستی اپنا انوکھا روپ دکھاتی ہے۔ اس طویل عرصہ میں میری آنکھوں نے زندگی کی کثافت اور رذالت اور رکاکت اور خباثت کے علاوہ اور کچھ بہت کم دیکھا تھا۔ اب جی چاہتا تھا کہ گنبد خضراء پر نگاہ ڈالنے سے پہلے ان گناہگار آنکھوں کو کسی قدر صاف کر لوں۔ اس مقصد کے لیے شاہراہ مدینہ کی خاک سے بہتر اور کیا چیز ہو سکتی تھی؟ میں نے اضطراراً چلتی ہوئی سڑک سے خاک کی ایک چٹکی اٹھائی اور اسے اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالیا۔ مسجد نبوی تک پہنچتے پہنچتے میری آنکھیں سرخ ہو کر سوج گئیں اور راستہ نظر آنا مشکل ہو گیا۔ قدم قدم پر راہ گیروں سے ٹکر لگتی تھی۔ مجھے اندھا سمجھ کر ایک بھلے آدمی نے میری رہنمائی کی اور مجھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باب جبریل تک پہنچا دیا"۔ پھر شہاب نے روضہ اقدس اور مسجد نبوی دل کی آنکھ اور جذبہ کی نگاہ سے دیکھی (ص ۶۵۰۔ ۶۰۶)۔

عشق نبوی ہر صاحب ایمان کے خمیر میں گوندھا گیا ہے کہ وہ لازمی جزو ایمان و تسلیم ہے۔ حرمین شریفین کے سفر ناموں میں اس عشق نبوی' عقیدت ذات رسالت مآب ﷺ اور محبت والفت مسجد و روضۂ اطہر کا سادہ و پرکار اظہار تقریباً شروع سے ہوتا رہا ہے۔ قدیم اہل قلم بالخصوص غیر ادیب صاحبان اظہار کے ہاں جذبات عقیدت و محبت کی فراوانی کا الفاظ و تراکیب ساتھ نہیں دیتے' تاہم وہ اپنے مافی الضمیر کو کافی موثر انداز سے پیش کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ ان میں رفیع الدین مراد آبادی کی سوانح حرمین' نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کی "ترغیب المسالک الی احسن الممالک" کا اردو ترجمہ ماہ منیر' الیاس برنی کا صراط الحمید اور دوسرے متعدد سفر نامے شامل ہیں جن میں سلیس و سادہ اور شگفتہ نثر ملتی ہے۔

ادبی شاہ پارے

ادبی لحاظ سے مالا مال اور ادبیت و داخلیت سے بھرپور عہد جدید و معاصر کے سفر ناموں میں عشق نبوی اور عقیدت مسجد و روضہ کی فراوانی کا حسین اظہار اور شایان شان بیان ملتا ہے جو سوز و ساز رومی اور تب و تاب اقبال کو اپنے اپنے اسلوب میں پیش کرتے ہیں۔ الطاف حسن قریشی کے "قافلے دل کے چلے" شورش کاشمیری کا "شب جائے کہ من بودم" محمد ذاکر علی خاں کے مرحبا الحاج اور حدیث حرم نصیر احمد ناصر کی روداد سفر حجاز' شمس کاشمیری کا جہلم سے عرفات تک' وحیدہ نسیم کی حدیث دل' افضل کیانی کا بلاوا' صادق قریشی کا پھر سوئے حرم' فرید احمد پراچہ کا سفر شوق' بشریٰ رحمان کی باؤلی بھکارن' احمد خان درانی کی نور کی ندیاں' حافظ لدھیانوی کا جمال حرمین' غلام سرور کا مسافر حرم' قمار اختر ظافر کی منزل' عبادت بریلوی کے دیار حبیب میں چند روز' غلام الثقلین نقوی کا سفر ارض تمنا' ابوالخیر کشفی کا وطن سے وطن تک اور متعدد دوسرے سفر نامے عشق رسول ﷺ سے سرمست و سرشار نظر آتے ہیں اور اولین زیارت مسجد و روضہ پر ان کے جذبات چھلک پڑتے ہیں اور اپنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قارئین کو بھی شرابور کر جاتے ہیں۔ مگر متعدد ایسے بھی ہیں جو اس مقام جذبات کیف و سرمستی میں بھی بلاکیف گذر گئے، جیسے مولانا حبیب الرحمٰن شروانی، مسعود عالم ندوی، ابوالحسن علی ندوی، محمد عاصم اور متعدد دوسرے۔

دوسرے مقاماتِ دل

ادبی کارناموں میں سفر نگاروں نے اکثر و بیشتر تمام مقامات، مناسک اور مراحل کے حوالے سے تاریخ و جغرافیہ حالت و کیفیت کے ساتھ ساتھ روحانی تجربات و وجدانی مشاہدات میں بھی سفر کیا ہے۔ اس لیے ادبیت، حسن، سرشاری، کیف و مستی اور داخلیت ان کے قلم کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ وہ قدم قدم پر زبان و بیان کا جادو جگاتے ہیں۔ ادبی سحر جلال کے لیے وہ خوبصورت الفاظ، حسین تراکیب، پسندیدہ محاورے، نادر و جدید تشبیہات، شاندار استعارے، بہترین تلمیحات، اور نہ جانے کتنے ادبی محاسن و لطائف استعمال میں لاتے ہیں۔

جبل ابوقبیس پر مسجد بلال کے خوبصورت نظارے نے فرید احمد پراچہ سے یہ خوبصورت نثر لکھوائی:

"مسجد بلال کا ایک خوبصورت نظارہ ایک دن میں نے حرم پاک میں حطیم والی سمت میں بیٹھ کر کیا۔ سورج کی کرنیں بڑی آہستگی کے ساتھ پھیل رہی تھیں۔ صبح کی ہوا ہلکورے لے رہی تھی۔ اک اک کر کے سارے ستارے بجھ چکے تھے۔ آسمان نے اپنی بساط لپیٹ لی تھی۔ میری نگاہ اٹھی تو جبل ابوقبیس کی چوٹی پر مسجد بلالؓ کے تنہا مینار کی نوک کے اوپر ایک ستارہ ابھی تک چمک رہا تھا۔ پورے آسمان پر تنہا ستارہ۔ شاید حضرت بلالؓ کی نشانی کو سلامی دے رہا تھا" (انور سدید، ص ۵۲۵)۔

خوبصورت منظر کشی، نادر و حسین تشبیہ اور حسین و جمیل نثر کا ایک اچھوتا نمونہ اسی حوالے سے شورش کاشمیری نے پیش کیا ہے:

بیت اللہ کے شمال مشرقی کونے میں ایک قد آور پہاڑ پر مسجد بلال ہے۔ بیت اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ الف پر کھنچی ہوئی ہے یا پہاڑ نے آغوش میں شیر خوار بچہ اٹھا رکھا ہے یا کسی بدو عورت کی پیشانی پر جھومر لٹک رہا ہے۔ یا جبل ابی قبیس پر اذان بلال فراق یار میں منجمد ہو گئی ہے"(انور سدید' ص ۵۰۹).

مقامات حج منیٰ' مزدلفہ اور عرفات سے متعلق کم و بیش تمام ادبی سفر ناموں میں بہت خوبصورت تعبیرات ملتی ہیں بالخصوص عرفات کے میدان میں دعا و عبادت کے مناظر کے حوالے سے۔ اسی طرح حجر اسود' مطاف' مصلیٰ' غار حرا' غار ثور اور حرمین شریفین کے دوسرے مقامات مقدسہ اور طواف' عمرہ' نماز' خطبہ اور دوسری عبادات کے حوالہ سے بھی جذبات کی حسین تصویر کشی کی گئی ہے۔ بالعموم نماز حرمین اور خطبہ عرفات و مسجد حرام کا زیادہ تر ذکر نہیں ملتا' اگرچہ اسکی ادائی اور سماعت پر کچھ تاثرات مل جاتے ہیں :

ماہر القادری ان معدودے چند سفر نامہ نگاروں میں ہیں جو نماز حرم شریف کی والہانہ تصویر کشی کرتے ہیں :

"حرم شریف میں صبح کی نماز کے لیے جب اذان ہوتی ہے تو اس کی دلکشی اور اثر انگیزی کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ صبح کا سہانا وقت' بو قبیس کی چوٹیوں پر سپیدہ سحر کے آثار کا آغاز' حرم کے در و دیوار تجلیوں میں چھم چھم کرتے ہوئے اور پھر بیت اللہ کی جلالت نشاں دیواروں پر سیاہ غلاف کے سکوت کا باوقار منظر۔ جنت نگاہ اور فردوس گوش کا سچ مچ سماں "(ص ۸۳).

نماز کی دلآویز کیفیت کو الفاظ کا حسین پیکر وحیدہ نسیم کی حدیث دل نے دیا ہے :

"میں نے نماز پڑھی اور مجھے پہلی بار اس کا احساس ہوا کہ رکوع میں جھک کر "سبحان ربی العظیم" کہنے کا لطف صرف اسی وقت ہے جب خانہ کعبہ سامنے ہو اور دل واقعی اسکی عظمت کی گواہی دے۔ سجدے میں جا کر "سبحان ربی الاعلیٰ" کہنے کا مزہ اسی وقت ہے جب جبین نیاز مقام ابراہیم پر جھکے۔ جبہ سائی کا اگر کیف ہے تو صرف حرم کی چوکھٹ پر۔ یہی وہ سجدہ ہے جس سے سر اٹھانے کو جی نہیں چاہتا"(انور سدید' ص ۵۲۰).

ابوالخیر کشفی نے اپنی نماز حرم کو الفاظ و تعبیر کا ایک حسین ترین جامہ پہنایا ہے :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"میرے جسم کو زمزم کے چھینٹوں نے گلزار ابراہیم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بنا دیا تھا۔ زمزم سے وضو' بلکہ نیم غسل کر کے پھر صحن کعبہ میں پہونچا۔ مقام ابراہیم پر اس نقش پا کو سجدہ کرنے کے ارادہ پر غالب آکر خدائے برتر کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔ یہ دوگانہ لمحوں میں صدیوں کا سفر تھا۔ اور میرا ہر لمحہ صدی دو کنار" (انور سدید' ص ۵۳۵)

بیشتر سفر نامہ نگاروں نے طواف کے روحانی تجربات اور محسوسات کا ذکر کیا ہے' مگر نماز اور خطبہ جمعہ و عرفات کے ذکر سے پہلو تہی کی ہے یا سرسری حوالہ بلا کیف دے کر گذر گئے ہیں۔ ماہر القادری نے اپنی خوبصورت نثر اور والہانہ انداز میں دوسروں کا کفارہ بھی ادا کیا ہے "خطیب پر اللہ کی رحمتیں ہوں کہ اس نے خطبہ میں اپنا دل کھول کر رکھ دیا۔ آیات اور احادیث کیا بر محل پڑھی ہیں! کیا انداز خطابت تھا! دعا میں کس قدر سوز اور خشیت تھی! کاش وقت کی رفتار اسی مرکز پر ٹھہر جاتی (ص ۵۳)۔

حرمین شریفین کے ادبی سفر ناموں میں دوسرے مقامات مقدسہ اور کیفیات وجدانیہ کے حوالے سے بہت سے شہ پارے ملے ہیں مگر ان سب کی سمائی ایک مقالہ کی بساط سے باہر ہے' اس لیے انہیں پر اکتفا کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

تنقیدی تجزیہ

اردو میں حرمین شریفین کے سفر ناموں کا جو سلسلۂ زریں گذشتہ صدی کے دوسرے نصف سے شروع ہوا تھا وہ مختلف جہات میں سفر کرتا ہوا ترقی اور عروج کی شاہراہ پر مسلسل گامزن ہے۔ قدیم سفر ناموں میں رہنمائے حج اور ہدایت نامۂ کا اسلوب غالب ہے' لہذا قدیم و جدید اور تجربہ میں آنے والی معلومات کو فراہم کرنا سفر نامۂ نگار اپنا فرض سمجھتا ہے تاکہ متاخر عازمین وزائرین مصائب و مشکلات سے بچیں اور آسانیوں اور آسائشوں سے ہمکنار ہوں۔

حج وزیارت کے آداب اور ادعیہ کا تذکرہ اکثر سفر ناموں کا لازمی حصہ ہے۔ ان کے لکھنے والے سفر نامۂ اور ہدایت نامۂ حج کا فرق بھول جاتے ہیں۔ اپنے تجربات حج وزیارت میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آداب و ادعیہ اور دوسری معلومات کا ذکر کرنا حرام و شجر ممنوعہ نہیں' تاہم ان کا تذکرہ سفر نامہ کا جزو بن کر ہونا چاہیے۔ معلومات حج کے ابواب و فصول ان سفر ناموں میں باقاعدہ شعوری طور سے بعد میں مختلف کتب حج و زیارت سے لے کر شامل کی جاتی ہیں اور وہ سفر نامے کی روانی کو بند لگا کر روک دیتی ہیں اور فنی طور سے اسے سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔

زائرین اور سفر نامہ نگاروں کے مشاہدہ میں آنے والے تاریخی جغرافیۂ مقامات حرمین شریفین کا بیان تو قاری کے نزدیک قابل برداشت نہیں' بلکہ محبوب و پسندیدہ ہے اور فن سفر نامہ کے ہاں مقبول بھی' مگر اس کے ضمن میں یہ حقیقت یاد رکھنی چاہئے کہ وہ بے شک سفر نامہ کا جزو ضروری ہی رہے' تاریخی جغرافیہ کی کتاب نہ بنے اور نہ ہی دوسری کتابوں سے اخذ کر کے اسکو سفر ناموں کا حصہ بنایا جائے۔ قدیم' معلوماتی اور رہ نمائے حج اور روایتی قسم کے سفر ناموں میں تاریخی جغرافیہ مقامات و مناسک تجربہ و مشاہدہ کی دین نہیں ہوتا' بلکہ فنی کتابوں سے اخذ کردہ ہوتا ہے جو سفر نامہ کے بہاؤ کو روکتا اور مخمل میں ٹاٹ کا پیوند معلوم ہوتا ہے۔ ادبی سفر ناموں میں وہ صاحبان تجربہ و مشاہدہ کا بیان واقعہ بنتا ہے اور سفر نامہ کا ایک خوبصورت حصہ۔

حرمین کے سفر ناموں میں مقامات و مناسک سے متعلق تاریخ اسلامی کا تذکرہ چند جہات رکھتا ہے' ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ مقام متعلق اور منسک مشاہد کے قرب وجوار میں پہنچتے ہی سفر نامہ نگار اپنے سفر نامے کی بساط لپیٹ کر رکھ دیتا ہے اور تاریخ کی کتاب کھول کر بیٹھ جاتا ہے اور اس سے سفر نامے کے اس حصہ کو پورا کرتا چلا جاتا ہے۔ یہ اس سفر نامہ نگار کا اپنا بیان و وجدان نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ سفر نامہ کا جزو ہوتا ہے۔ وہ دراصل سفر نامہ نگار کی خواہش تاریخ نویسی کی تکمیل ہوتی ہے یا مختصر حالات و واقعات سفر کی توسیع۔ جب اس کے پاس نہ معلومات سفر ہوتی ہیں نہ سفر کے حالات کی مزید تفصیل اور نہ ہی محسوسات و مشاہدات کا بیامیہ تو وہ تاریخی واقعات سے اپنے خالی سفر نامہ کا پیٹ بھرنے لگتا ہے۔ قدیم اور روایتی سفر ناموں کے لکھنے والا ایسی مذبوحی حرکات کے شکار ہوں تو چنداں قابل حیرت نہیں' لیکن جب نسیم حجازی جیسا صاحب قلم دمالک بیان مکہ مکرمہ اور خانہ کعبہ کے حوالے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے حضرات ابراہیم و اسمٰعیل و ہاجرہ کی تفصیل دینے لگے (ص ۱۱۰۔ ۱۱۲) یا صلح حدیبیہ کا معاہدہ مع اسکی شرائط و تفاصیل کے نقل کرنے لگے (ص ۱۱۴۔ ۱۱۷) یا مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے حوالے سے تاریخی واقعات بیان کرنے لگے تو سفر نامہ نگار کے شعور فن پر حیرت ضرور ہوتی ہے۔ نسیم حجازی کا نام تو محض نمائندگی کرتا ہے اس نوعِ سفر نامہ کی ورنہ اس قسم میں بہت سے قد آور نام شامل ہیں۔

مکہ کے مقامات مقدسہ اور مدینہ کے تبرکات منورہ کے حوالہ سے تاریخی واقعات اور تفصیلات کی پیشکش کا انداز یہ بھی ہے کہ سفر نامہ نگار اصل تاریخ اسلامی نہیں پیش کرتا، بلکہ اپنے فکری رجحانات اور ذہنی میلانات اور پسند و ناپسند کی ساختہ و پرداختہ تاریخی تعبیرات و تشریحات پیش کرتا ہے۔ وہ اسکی آنکھ اور اسکی عینک کے رنگ و زاویہ سے متعین و متشکل ہوتی ہے۔ غیر معروضی نگارش کی بجائے وہ تاریخ سازی کے مکروہ زمرہ میں آتی ہے۔ اس میں تاریخی واقعات، تفصیلات اور جزئیات کو اپنے جذبات و تعصبات میں لپیٹ کر پیش کیا جاتا ہے۔ جا بجا اس انداز پیشکش اور طرز بیان میں خالص تاریخی واقعات بھی در آتے ہیں، مگر صرف انہیں مقامات پر جہاں سفر نامہ نگار کی پسند خاطر سے ان کی ہم آہنگی ہوتی ہے۔ ورنہ غیر پسندیدہ اشخاص و واقعات کو غیر تاریخی اور غیر اسلامی رنگ دیا جاتا ہے۔

اس قسم کے سفر ناموں میں سید اسعد گیلانی کے مشاہدات حرمین کو نوعی نمائندگی کا پورا پورا حق حاصل ہے بیت اللہ کے حوالے تاریخ ابراہیمی و اسمٰعیلی، جیاد کی چراگاہ، غار حراء، کوہ صفا، دار ارقم، شعب ابی طالب، صدیق، مسجد عقبہ، غار ثور وغیرہ کے حوالے سے سیرت نبوی اور تاریخ اسلامی اور بعض دوسرے حوالوں سے دوسرے تاریخی واقعات بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں بھی ان کی تاریخ سازی کا فن جا بجا بہار دکھاتا جاتا ہے (ص ا۔ ۶۸)۔ اموی خلافت اور اس کے خلفا کی تاریخ اسعد گیلانی کی فکر اسلامی کے خلاف تھی، لہذا ان کا حوالہ آتے ہی سفر نامہ نگار تاریخ نویسی کے تنگ کوچہ سے نکل کر تاریخ سازی اور ہیجان انگیزی کے وسیع اور مختلف الجہات میدان میں نگارش و تحریر کے پینترے دکھانے لگتا ہے۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت اور ان حضرت حسن کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالے سے صرف ایک نمائندہ مثال

"چلے جاؤ۔ بنوامیہ کو پتہ چل گیا تو وہ قبروں میں سے بھی اٹھ کر تمہارا پیچھا کریں گے' جاؤ چلے جاؤ' میں ابن ہشام کی تاریخ ہوں اور سچ کہتی ہوں" (ص ۸۶).

بنوامیہ کی نفرت' ان کی تاریخ سے عداوت اور ہر طرح کی جذباتیت کو برحق بھی مان لیا جائے تو قبروں سے اٹھ کر پیچھے جانے اور تعاقب کرنے کی ہیجان انگیزی کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہے؟۔ اس سے بڑا طرفہ ستم یہ کہ ابن ہشام کی تاریخ کا حوالہ لایا گیا ہے' جو خالص سیرت نبوی کی کتاب ہے اور اموی تاریخ یا خلافت کی تاریخ سے اسکا سرے سے کوئی واسطہ نہیں۔ سفر ناموں میں ایسی تاریخ نویسی کی مثالیں اور بھی بہت سی ہیں' صرف اسعد گیلانی کو کلی افتخار حاصل نہیں۔

سفر ناموں میں تاریخی واقعات نگاری کا ایک انداز تلمیح نویسی کی صورت میں ملتا ہے۔ فنی تقاضوں اور علمی اصولوں سے واقف صاحبان قلم اپنے سفر ناموں میں واقعات' اشخاص اور مقامات کے حوالے سے جب سیرۃ نبوی اور اسلامی تاریخ کی جزئیات لاتے ہیں تو ان کو سفر ناموں کا ایک جزو بنا دیتے ہیں۔ وہ ان کو اپنے خوبصورت سفری بیانیہ میں سموتے اور اسکی بنت گوندھتے چلے جاتے ہیں۔ وہ تاریخی واقعات و تفصیلات کو اپنے محسوسات و روحانی واردات کا حصہ اور جذبات کا قصہ بناتے چلے جاتے ہیں۔ ان میں تاریخی واقعات کوئی الگ سے باب یا کتاب نہیں بنتے اور نہ مخمل میں ٹاٹ کے پیوند لگتے ہیں۔ وہ سفر نامہ نگار کے وجدانی اور روحانی محسوسات کے رنگ میں ڈھل کر ماضی کو حال کا ایک تسلسل بنا دیتے عبدالماجد دریاجاری کا سفر نامہ اس نوع کا حسین ترین نمائندہ ہے۔ وہ فضائل و آداب' ادعیہ و مسائل' فقہی اختلافات و جزئیات اور تاریخ کے باب میں بھی اپنے فنی تقاضوں سے دستبردار نہیں ہوتے۔ ہمارے دوسرے جدید سفر نامہ نگاروں میں یہ فنی شعور زیادہ ہے اور وہ اس کے تقاضوں سے عہدہ برآ بھی ہوئے ہیں۔

حالات سفر اور مشاہدات قیام و حضر ہر سفر نامے کے ضروری بلکہ ترکیبی اجزاء ہیں' لہٰذا ان کا ذکر حرمین شریفین کے سفر ناموں میں بھی ناگزیر ہے۔ بہت سے لکھنے والوں کا المیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ہے کہ وہ اپنے کھانے پینے' رہنے سہنے' خرید و فروخت' سیر سپاٹے اور بہت سی دوسری عمومی چیزوں کی جزئیات و تفصیلات میں ہی گم رہتے ہیں۔ وہ منزل مقصود' مقصد سفر اور حاصل حیات سے یکسر غافل رہتے ہیں۔ درمیان میں کہیں کہیں ان کا جزوی یا گذرتا ہوا حوالہ لے آتے ہیں۔ وہ خالص سفرنامے ہو سکتے ہیں' طعام و شراب نامے' مصائب و مشکلات نامے' خرید و فروخت نامے اور سب کچھ ہو سکتے ہیں مگر حرمین شریفین بالخصوص حج و زیارت کے سفرنامے نہیں ہو سکتے' قدیم و جدید' ادبی اور غیر ادبی سفرناموں میں ایسے نمونوں کی تعداد کافی ہے۔

بلاد اسلامیہ و ممالک عربیہ کے سفرنامے ہوں یا عالمی سیاحت نامے' ان میں حرمین شریفین کے سفرنامہ کا حصہ جزوی ہوتا ہے جو کل سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ اس محدودیت کے علاوہ ان کے حرمین شریفین کے بیانیہ میں تاریخی واقعات بھی موجود ہوتے ہیں مگر ان سے کہیں زیادہ زیارتوں' ملاقاتوں اور سماجی' ثقافتی' علمی اور ذاتی تعلقات کا ذکر مفصل ہوتا ہے۔ دراصل ان کے لکھنے والوں کا واحد مقصود مکہ اور مدینہ سے وابستہ نہیں ہوتا' بلکہ دوسرے وسیع میادین سفر اور جولان گاہوں سے ہوتا ہے۔ چونکہ دوسرے ممالک و بلاد میں ان کے سفر کا زاویہ' جہت اور مقصود متعین ہو چکا ہوتا ہے' لہٰذا وہ حرمین شریفین کے سفر مبارک کے دوران بھی ان سے پیچھا نہیں چھڑا پاتے اور انھیں میں الجھے رہتے ہیں۔ نسیم حجازی کی تحریر مختصر میں تاریخی واقعات کا دخل ہے تو مولانا مسعود عالم ندوی' مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کی تحریروں میں ملاقاتوں اور شخصی زیارتوں کی بھرمار ہے جو حرمین شریفین کے سفرناموں سے زیادہ ملاقات نامہ یا تحریک نامہ بناتی ہے۔ احمد حسین خاں' حسن نظامی' بیگم ہمایوں مرزا' الیاس برنی (جزو اول)' عبدالصمد صارم' محمود عثمان حیدر اور متعدد دوسروں کے علاوہ ماہر القادری کے کاروان حجاز کا غالب تر حصہ حرمین شریفین کے حدود کے باہر ہی دوسری مصروفیات مسافر کو پیش کرتا ہے۔ ان میں سے متعدد اہل قلم کے بارے میں یہ معذرت کی جا سکتی ہے کہ انھوں نے کب اپنے سفرناموں کو حرمین شریفین کی روداد پاک قرار دیا تھا۔ یہ تو تجزیہ نگاروں کی اپنی خام خیالی اور کج فہمی ہے کہ وہ ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو حرمین شریفین کے سفرنامے قرار دیتے ہیں۔

ادبی اسالیب میں سب سے پہلے فصیح و بلیغ زبان اور حسین و خوبصورت نثر کا عنصر قابل توجہ ہے۔ جدید اور معاصر سفرناموں میں بہت سے عمدہ زبان و بیان اور حسین اسالیب کے نمونے ہیں، لیکن ان میں سے صرف چند میں ادبیت' زبان کی فصاحت' بیان کی بلاغت اور اسلوب کی لطافت کا تسلسل پایا جاتا ہے۔ عبدالماجد دریاباری غالباً ان کے سرخیل اور ان کا شہ پارہ سفر فہرست ہے۔ شورش کاشمیری' ابوالخیر کشفی' ماہر القادری' غلام الثقلین نقوی' احمد خاں درانی' فرید احمد پراچہ' صادق قریشی' وحیدہ نسیم اور بعض دوسرے بھی ادبی تسلسل کی روایت برقرار رکھتے ہیں' لیکن ان کے ہاں بھی ناہمواریاں در آتی ہیں' بالخصوص ان مقامات پر جہاں جذبہ دل' سرشاری عقیدت اور گرمی محبت ان کے قلم کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ مقامات حج و زیارت اور مراحل روح و وجدان کا دلدوز و دلآویز رنگ و روپ ملاقاتوں' خریداریوں اور دوسری سفری کثافتوں کے بیان میں برقرار نہیں رہ سکتا' مگر صاحب اسلوب کا کمال تو وہیں نظر آتا ہے جہاں جذبہ اور جوش بھلے ہی ساتھ نہ دے' مگر اسکی مخصوص رعنائی تحریر اور زیبائی نگارش روشنائی کی طرح قلم سے جواہر ریزے بکھیرتی رہے۔ عبدالماجد دریابادی ایسے ہی صاحب اسلوب ہیں شورش کی شوریدگی اور ابوالخیر کا کشف اور بعض دوسرے صاحبان طرز کا اسلوب ہر مقام و مرحلہ میں جادو جگاتا ہے۔ اکادکا ادبی جملے اور کہیں کہیں ادبی شاہکار مل جانا بھی بساغنیمت ہے' مگر ان کا حال بقول حضرت جگر اس عمدہ شعر کی مانند ہے' جو ہر کس و ناکس بالخصوص نااہلوں پر بطور سزا اتار دیا جاتا ہے۔

اردو ادب میں سوڈیڑھ سو سال کی مدت میں تقریباً اتنے ہی حرمین شریفین کے سفرنامے لکھے گئے۔ یہ تعداد کافی تشویشناک تکلیف دہ اور ناکافی ہے۔ وہ ہمارے جذبات محبت و عقیدت حرمین اور دعوائے عشق الٰہی و نبوی پر سوالیہ نشان لگاتی ہے۔ خالص سفرناموں کی تعداد تو اور بھی سمٹ جاتی ہے اور وہ باعث افتخار ہرگز نہیں۔ کیفیت کے لحاظ سے ہمارا حرمین شریفین کے سفرناموں پر مبنی ادب زیادہ سے زیادہ گوارا کہا جاسکتا ہے۔ بایں ہمہ یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ اردو سفرنامہ ہائے حرمین کو کئی صاحب دل و خبر اور اہل ذوق و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نظر نے عمدہ علمی اور ادبی اسالیب سے آراستہ کیا ہے۔ لیکن ابھی مقامات مقدسہ کے شایان شان سفرنامے لکھے جانے ہیں شرط بس یہی ہے کہ جذبہ کی دولت' قلم کی طاقت' زبان کی لطافت' اسلوب کی حلاوت کے ساتھ فنی تقاضوں سے آگاہی اور نظر و مقصود نظر سے ہم آہنگی ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com